OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

عیسائیت کی تدوین و تقنین میں کونسلوں کا کردار: ایک جائزہ

The Role of Councils in the Compilation and Legislation of Christianity: An Overview

Farkhanda Farhat

Doctoral Candidate Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

Dr. Yasmin Nazir

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Govt Sadiq College Woman University Bahawalpur

Abstract

The purpose of this research paper is to describe that the religion and human life are inseparable. According to the Holy Qur'an, life and death are also creations of the Almighty, of whom we and this universe are created. This Almighty has combined human with two parts, material existence (body) and immaterial existence (soul). He has created the equipment for the training and evolution of material existence in the form of this system of the universe, and he has also explained the method of providing the means of life from this system of the universe. In the same way, the rules of immaterial existence which is the ruler of material existence have also been explained by the prophet, which is called religion in general terms. These religious precepts, in fact, serve the purpose of admiring human character and deeds, and on them the beauty of society is based. Thus the right to express the rules of human constructive character belongs to the very being, which created human life. All of these precepts apply perfectly to Islam and Judaism, but the issue of Christianity is different. The

CC BY

Christian religious book does not claim to be inspired, nor do its contents confirm its inspiration. The basic creeds of Christianity also lack the support of the Gospels. In Christianity, no educational material seems to be attributed to Jesus. Perhaps that is why we do not see any proud society under the shadow of Christian teachings in history. On the contrary, the existence of councils, the Great Schism, accountability, the reform movement and the conflict of religion and state in Christian history deny that Christianity is a constructive religion. For these reasons, the future of Christianity, one of the world's two major religions, does not look bright. The future of humanity seems to depend on the world's second largest religion, and that religion is Islam.

Kye Words: Islam, Judaism, Christianity, training, evolution, councils, Great Schism, accountability, reform movement, conflict of religion

تمہید

خدا کی ذات کا اقرار مع ہمہ صفات (جو اس نے خود اپنے لئے بیان کی ہیں) بلا کم وکاست تسلیم کرنا انسان کی ضرورت ہیں اس (عقیدہ توحید) کے انکار کی اجازت نہ نظام کائنات دیتا ہے اس لئے کہ کائنات کے نظام کا ہر پہلو اپنے وجود سے زیادہ اللہ کی ذات اور اس کے قادر مطلق ہونے کی دلیل ہے اور نہ ہی انسانی وجود۔ اس عقیدے کے انکار کا سب سے زیادہ منفی اثر بھی حضرت انسان پر پڑتا ہے وہ اس طرح کہ کائنات میں انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کے دعوی کے لئے انسان کے پاس کوئی اور دلیل ہے ہی نہیں سوائے اس کے کہ وہ کائنات کے خالق ومالک کے وجود کے ساتھ اپنا تعلق بیان کرے دوسرے یہ کہ کائنات سے جو استفادہ انسان کرتا ہے اس کی بھی کوئی معقول وجہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ انسانی تاریخ کے خدا فراموش معاشروں کا ہمیشہ یہی المیہ چلا آرہا ہے۔ یورپ کا موجودہ معاشرہ ہو یا مغرب کی تاریخ کی بنیاد، یونانی معاشرہ میں یہی صورتحال رہی۔ یونانی مفکر ہیرا قلیطس (Heraclitus 475BCE) ، سقراط(Socrates 399BCE)، افلاطون (Plato 347BCE)ارسطو(Aristotle 322BCE) یہ سب اساطین علم وفلسفہ خدا کے وجود کے تو قائل رہے لیکن اس کے وجود کو تسلیم کرنے کے منطقی تقاضوں سے نابلد یا اس سے انکاری رہے اور زندگی کے مناہج واسالیب خود ترتیب دینے میں لگے رہے اور دنیا سے جاتے ہوئے الفاظ کے ایک گورکھ دھندے میں دنیا کو یوں الجھا گئے کہ جس کے چکروں میں پڑ کر انسان نہ کوئی زندگی سنوار سکا اور نہ ہی کوئی انسان دوست معاشرہ ترتیب دے سکا۔ فلسفیانہ افکار میں لا ادریت(theism) اپنا اپنا

خدا(Agnosticism)، الحاد(Atheism)، روحانیت(Spiritualism) وجود انکار سے مطلق انکار(nihilism)، مادہ پرستی(Materialism)، آزادروی(ethics free)، انسان پرستی(humanism)، احمقوں کے ایک جم غفیر کامل کر چند انسانوں پر تسلط قائم کرنا(Democracy) اور اس کے ساتھ ساتھ قومی برتری(Nationalism) کے وہ مظاہر انہی لوگوں کی یا ان کے اخلاف کی یادگاریں ہیں جنہوں نے دنیا میں کبھی انسانی شرف واحترام اور مساوات کے تصورات کو پنپنے نہ دیا اور انسانوں کو انسانوں کی لوٹ مار اور قتل وغارت میں لگا دیا۔ مغرب سے ہٹ کر تاریخ میں ہم عرب کے معاشرے میں بھی کم و بیش یہی صورت حال دیکھتے ہیں کہ خدا کی ذات سے انکار نہیں اس کے قادر مطلق اور حاکم مطلق ہونے کا انکار ہے دیکھئے (المؤمنون23/89-84) اور (العنکبوت29/64-61)۔ اس سارے بگاڑ کے پیچھے جس فکری کوتاہی کا ہاتھ تھا اور ہے وہ یہ کہ انسان نے کبھی کائنات اور انسان کے درمیان افادے اور استفادے کے فطری قانون پر غور کرنے کی زحمت ہی گوارانہ کی جس کی بنیاد پر وہ زندگی گذارتا چلا آرہا تھا اور چلا آرہا ہے۔ اپنی زندگی کے تحفظ کے لئے روزانہ ہزاروں زندگیاں ذبح کر کے کھا جانے کا جواز تب ہی بنتا ہے جب کائنات سے اس استفادے کے پیچھے کائنات کے مالک کا حکم موجود ہو، ورنہ کسی قسم کا اور کسی وقت بھی انسان کو اس کائنات سے استفادے کا حق حاصل نہیں ہے۔ جاہل انسان یہ نہیں سوچتا کہ ایک وقت مقررہ پر اس سے کائنات سے حاصل کئے گئے ان مفادات کا اس کے مالک نے حساب وکتاب بھی لینا ہے دیکھئے قرآن کریم "سورہ التکاثر"۔ کائنات اور انسان کے درمیان اسی تعلق اور اس کے تقاضے سمجھانے کے لئے ہی تو منصب نبوت قائم کیا گیا تھا اس منصب پر بھی انسان نے بہت سوچنے کی زحمت کم ہی گوارا کی۔ اگر اس کو سمجھنے کی کوشش کی تو اس کوشش کے نتیجے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے چشم پوشی کا مرتکب ہوتا رہا ہے قدرت نے اس منصب کی معقولیت کے حیران کن انتظامات کئے تاکہ ان مقدس لوگوں کو پہچاننے میں بنی نوع انسان کو کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے اس سلسلے میں چند اہم اقدامات ملاحظہ ہوں:

1. جس بگڑے معاشرے کی اصلاح کروانا تھی اسی معاشرے میں پیدا کر کے ان شخصیات کو معاشرے کی ہمہ قسم کی گراوٹ سے محفوظ رکھا۔
2. اس بگڑے ہوئے معاشرے کے اساتذہ بھی مقدس لوگوں کی تعلیم وتربیت کے تقاضوں سے نابلد تھے۔ اس لئے ان لوگوں سے اپنے پیامبر کی اصلاح کرانا گوارانہ کیا یہی وجہ ہے کہ کوئی نبی یا رسول کا کوئی استاد نہ ہوتا تھا قدرت نے اپنے غیبی نظام کے ذریعے ان کی اصلاح فرمائی۔
3. زمانے کے علوم اور اہل علم ان مقدس لوگوں کی تعلیمات کے مقابلے سے ہمیشہ عاجز رہے۔ ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور آنجناب ﷺ کی زندگیاں اس کی گواہ ہیں۔
4. ان مقدس لوگوں کے کردار کو ہمہ قسم کے شک وشبہ سے بالا رکھا یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام اپنے فرائض کی تکمیل کرتے ہوئے قتل تو کر دئے گئے لیکن کسی بھی نبی یا رسول کے کردار پر کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی انگلی نہ رکھ سکا۔
5. یہ مقدس لوگ اپنے منصب کے تقاضوں کی تکمیل میں ہر قسم کے دنیاوی مفادات سے بالاتر رہے۔ وہ لوگ زندگی کی آخری سانسوں تک انسانوں کی فلاح وبہبود کا ہی سوچتے رہے۔

6. ان مقدس لوگوں کی تعلیمات انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ان پہلوؤں سے متعلق ہوتی تھیں جن پر زندگی کی کامیابی وناکامی کی بنیاد ہوتی تھی ان لوگوں نے اپنی تعلیمات میں بتایا کہ:

I. اس نظام کو پیدا کرنے والی ایک ازلی اور ابدی ذات ہے جس کا ادراک اس کی ذات سے متعارف ہوئے بغیر اس کی صفات سے ہی ممکن ہے (الاعراف 7/143) جس نے یہ نظام کائنات ایک مقصد کے تحت پیدا کیا ہے یہ انسان کے لئے ٹیسٹ کیس ہے۔(الانبیاء21/16۔17)

II. یہ نظام کائنات خالق کائنات کی ذات وصفات (کہ وہ کائنات کا بلا شرکت غیرے مالک، خالق، حاکم اور رب ہے) کا گواہ ہے (البقرہ 2/275، الانعام 6/57-76-79، الفاطر 35/12-13، الحشر59/22-24)

III. انسانی اکرام وشرف اس ذات کی صحیح معرفت اور اس کے تقاضے بجالانے سے وابستہ ہے اور یہ کہ نجات ابدی اس کے احکام کے مطابق زندگی گذارنے سے جڑی ہوئی ہے (البقرہ2/ 21-23، بنی اسرائیل 17/70، الاعراف 7/ 172، الدھر 76/ 29-31) اور یہ کہ انسان کائنات کی حسین مخلوق ہے (التین:95)۔

IV. یہ کائنات انسان کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے(ال عمران3/ 191)۔

V. انسان کو اس نے اپنا نائب مقرر کیا ہے ایک مقررہ وقت پر وہ فرائض نیابت کے تقاضوں کی تکمیل کے بارے میں پوچھے گا(الزلزال99، التکاثر102)۔

VI. ان کی پیش کردہ تعلیمات کے بنیادی مقاصد چونکہ یکساں تھے اس لئے اختلاف زمانی کے لحاظ سے علیحدہ ہونے کے باوجود ان کی تعلیمات میں مماثلت پائی جاتی ہے یہ تعلیمات نبوت کے مقاصد کے اشتراک کا فطری نتیجہ ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا۔ اس لئے تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا(البقرہ2/ 285) کسی نبی کا انکار کفر سے تعبیر کیا گیا(النساء4/150-151)

ان مقاصد کی تکمیل کی خاطر انبیاء کا سلسلہ شروع کیا گیا، جب اس علیم وخبیر ذات کے علم کے مطابق انسان کا شعوری ارتقاء مکمل ہو گیا تو اس سلسلہ نبوت کو آنجناب ﷺ پر ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا، یہ ختم نبوت ایک اعلان تھا کہ نظام کائنات اپنے اختتام تک پہنچنے والا ہے۔ فلسفہ نبوت کی یہ وہ خصوصیات ہیں جن پر دنیا کے تمام مذاہب متفق ہیں چین کی تاریخ میں کنفیوشس کا وجود، ایران میں زرتشت، ہندوؤں میں رشیوں اور اوتاروں کا تصور، یہودیوں میں بنی اسرائیل کے انبیاء، عیسائیت میں حضرت عیسی علیہ السلام کا وجود مسعود اور مسلمانوں میں آنجناب ﷺ کی ذات بابرکات یہ سب ہمارے مندرجہ بالا بیان کے تائیدی عوامل ہیں۔ انبیاء کے ذریعے انسانوں کو ملنے والی ان تعمیری احکام کے لئے مذہب(Religion) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ مشرق ومغرب کے اہل علم انسانی زندگی میں مذہب کے اس کردار کے بارے میں متفق الخیال ہیں۔ مثلاً کیمبرج یونیورسٹی میں مذاہب عالم کے پروفیسر مسلکاً عیسائیت کے فرقے اینگلیکین (Anglican) جناب جان بوکر (John Bowker)

مذاہب سے متعلق اپنی بہترین تصنیف "World Religions" کے پہلے باب کی ابتدا میں مذہب کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Religion deals with the whole of human life . even the natural sciences were originally religious in the last 300 years have religion and science came apart as Ways of exploration".([1])

یعنی موصوف کے مطابق اگرچہ مذہب اور سائنس صدیوں سے علیحدہ ہیں لیکن دونوں کا بنیادی مقصد ایک ہی ہے یعنی انسانی زندگی میں غور و فکر۔ کچھ آگے چل کر "خدا" کے وجود پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کائنات کو چلانے والی ایک قوت ہے جو تمام مذاہب کا ماخذ ہے:

"This has produced religions, like Judaism, Christinity, and Islam, in which this higher power is recognized as God and the supreme source of all life and all creation".([2])

اسی طرح برطانیہ سے ہی متعلق جناب "W.D. Gundry" اپنی تصنیف "Religions' a preliminary historical and theological study" میں انسانی زندگی اور مذہب کے بارے میں "جناب بوکر صاحب" سے ملتے جلتے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"A religion objectively considered, is (I) away of thinking about the world including man Himself (2) away of behaving(3) away of feelings….. each religion has a creed, away of ethics and a cult". ([3])

کسی بھی اصطلاح کی تعریف میں لفظی اختلاف کے باوجود اس اصطلاح کا مسلسل استعمال ہمیشہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس اصطلاح کا استعمال لابدی اور علمی مجبوری ہے اس بنا پر ہمیں مذہب کے لفظی اختلاف پر مشتمل لاتعداد تعریفیں ملتی ہیں اس سلسلے میں تفنن طبع کے لئے مذہب کے موضوع پر کسی بھی انسائیکلوپیڈیا کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے تاہم اسلامی نقطہ نظر سے مذہب (عربی گرامر کے لحاظ سے مصدر میمی یا ظرف مکاں) کی انگریزی تعریف یوں کی جاسکتی ہے:

"Religion is the obligatory science of life. It comprises God gifted laws for whole human Life about every dimension of constructive life. It also envisions a person to be accountable to Allah Almighty for his whole activities of his life at the fixed time (Judgment day)".

مذہب کی یہ تعریف صرف دنیا کے کم عمر اور جدید ترین مذہب "اسلام" پر صادق آتی ہے جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

i. اس ضابطہ حیات (اسلام) کے لئے یہ نام "اسلام" کسی بیرونی طاقت نے نہیں بلکہ خود اس مذہب کی بنیادی کتاب "قران" نے بیان کیا ہے:"اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰـهِ الْاِسْلَامُ"([4])

ii. اس کی تعلیمات کی بنیادی کتاب "قرآن" کا نام بھی قرآن نے خود اپنے لئے بیان کیا ہے" اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَـهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ"([5])

iii. یہ کتاب جس ذات بابرکات رسول پر نازل ہوئی ہے اس کا نام "محمدؐ" ہے:" وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِـهِ الرُّسُلُ "([6])

iv. اس سلسلے میں آپ ﷺ کو خطاب کر کے بتایا گیا کہ اس کتاب کو آپ پر اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ فلاح انسانیت کے لئے آپ اس کی تشریح و توضیح کریں" وَاَنْزَلْنَـآ اِلَيْكَ الـذِّكْرَ لِتُـبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْـهِـمْ "([7])

v. تعلیمات کے لحاظ سے یہ ایک مکمل ابدی کتاب ہے" اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ "([8])

vi. اس دین اسلام کے علاوہ کسی اور نام سے متعارف کرایا گیا دین اللہ تعالی کے ہاں قبول نہ ہوگا" وَمَنْ يَّبْتَـغِ غَيْـرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ "([9])

vii. اس ضابطہ حیات کو ماننے والے "مسلم کہلائیں گے" وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُـوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ "([10])

viii. یہ دین اس کائنات کے خالق و مالک کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس میں تبدیلی و تنسیخ کا حق کسی بھی بڑے سے بڑے فرد حتیٰ کہ رسول کو بھی نہیں:" قُلْ مَا يَكُـوْنُ لِـىٓ اَنْ اُبَدِّلَـهٝ مِنْ تِلْـقَآءِ نَفْسِىْ ۖ اِنْ اَتَّبِـعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَـىَّ ۖ "([11])

ix. عالگیر سماجی تکثیری معاشرے کے لئے جس قسم کے مذہبی اور اخلاقی رویوں کی ضرورت ہے ماضی کے مذاہب اس کو پوری کرنے سے قاصر ہیں یہ ضابطہ حیات اس کو مکمل طور پر پورا کر کے ایک عالمگیر معاشرہ تخلیق کرتا ہے۔ اس سلسلے میں دیگر مذاہب کی حقانیت کو تسلیم کرانا "اُولٰٓئِكَ الَّـذِيْنَ هَدَى اللّـٰهُ ۖ فَبِـهُدَاهُـمُ اقْتَدِهْ ۗ"([12])، دیگر مذہب کی شخصیات کا احترام کرانا" وَلَا تَسُبُّوا الَّـذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّـٰهِ فَيَسُبُّوا اللّـٰهَ عَدْوًا بِغَيْـرِ عِلْمٍ "([13])، تمام بنی نوع انسان کا باہمی اخوت کے نقطہ نظر سے بھائی بھائی ہونا اس کی تعلیمات کا خاصہ ہے قومیتوں کی بنیاد پر برتر ہونے کا تصور غلط ہے برتری صرف اچھے کردار سے وابستہ ہے" يَآ اَيُّـهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْـرَمَكُمْ عِنْدَ اللّـٰهِ اَتْقَاكُمْ "([14])

x. جس رسول پر یہ دین نازل کیا گیا ہے وہ خود بھی اس دین کے احکام کا بدرجہ اتم پابند ہے اس لئے معاشروں اور انسانی زندگی کی مکمل تحسین کے تقاضے بجالانے کیلئے اس کی زندگی کو ایک نمونہ "اسوہ حسنہ" قرار دیا گیا ہے" لَّـقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّـٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "([15])، دنیا کے کسی بھی کونے یا علاقے میں اللہ کی عبادت کے

لئے اس رسول کی پیروی ضروری ہے۔ اس کی پیروی سے ہٹ کر کسی قسم کی عبادت اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگی" وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا "([16])، جو فرد یا قوم اس کی پیروی سے ہٹ کر زندگی گذارے گا سیدھا جہنم میں جائے گا" وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَـهُ الْـهُدٰى وَيَتَّبِـعْ غَيْـرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُـوَلِّـهٖ مَا تَوَلّٰـى وَنُصْلِـهٖ جَهَنَّـمَ "([17])

xi. کسی بھی مذہب یا دین کے بنیادی عقائد تین ہی ہوتے ہیں۔ عقیدہ توحید، عقیدہ رسالت اور عقیدہ آخرت، انہی تین پر اعمال واحکام کی عمارت بلند ہوتی ہے دین اسلام کی اس سلسلے میں بڑی خوبی یہ ہے کہ عقائد واعمال کے بیان میں اسلام اس قسم کا ابہام واجمال پیدا نہیں کرتا۔ جن سے ان کا سمجھنا دشوار ہو جائے قران وسنت نبوی کے بیانات ان تمام کو اس وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ عقل سلیم کو ان کو تسلیم کرنے میں کوئی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

xii. مذہب اسلام کی ایک اور بڑی خوبی اس کی تعلیمات کا ان حوادثاتِ زمانہ (time factor) کی دست برد سے محفوظ ہونا ہے۔ جن حوادثات زمانہ کی تباہیوں نے ماضی کے مذاہب کی مبادیات کو مسخ کر دیا وہ حوادثات زمانہ اس مذہب کی تعلیمات کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں۔ قران من عن موجود، جس رسول پر نازل ہوا اس رسول کی تعلیمات ویسے کی ویسے موجود جیسے خود رسول کے زمانے میں موجود تھیں۔ یہی نہیں دنیا کے مذاہب میں سے کسی بھی مذہب کی تاریخ کے دامن میں اتنا انسانیت دوست قابل فخر ماضی نہیں ملتا جیسا ماضی اس دین کی تاریخ میں دکھائی دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اس دین کو اپنی ابتدائی زندگی میں بالاتری کے لئے یہودیت کی طرح کسی داودؑ یا سلیمانؑ کے اقتدار کی یا عیسائیت میں قسطنطین اعظم کی سیاسی قوت کی بھی مدد نہیں ملی، کم عمری کے باوجود دنیا کے مذاہب میں اسلام کا دوسرا بڑا دین بن جانا یہ سب اپنی تعلیمات کی انسانیت نواز اخلاقی قوت کی بنیاد پر ممکن ہوا اور ہو رہا ہے۔ آج مسلمان اپنی تاریخ کے ذلت آمیز دور سے گذر رہے ہیں لیکن اہل مغرب یورپ میں اسلام کی بڑھتی اشاعت سے خائف ہیں۔ دین اسلام کی اس اثر پذیری کو جارج سیل(George sale) جیسے مغربی مترجم قرآن نے بھی اپنے انگلش ترجمہ قرآن کے ابتدائی صفحہ پر ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

> "I shall not here inquire in to the reasons why the law of Mohammad has met with So Unexampled reception in the world….. or by what means it came to embraced by nations which never felt the force of Mohammadan arms…" ([18])

دین اسلام کی ان خوبیوں کو ذہنوں میں رکھ کر اب ہم دنیا کے سب سے بڑے مذہب کا اسی اسلوب سے جائزہ پیش کرتے ہیں:

عیسائیت: ایک جائزہ

اس مذہب کو اردو زبان میں حضرت عیسیٰؑ کی نسبت سے " عیسائیت " اور انگریزی میں "Christianity" کہتے ہیں۔ مذہبی اصطلاح کے طور پر یہ اصطلاح نہ اناجیل نے استعمال کی اور نہ ہی حضرت عیسیٰؑ نے اپنی تعلیمات کے لئے کبھی استعمال کی تاہم

اناجیل کے جز "اعمال "(act)کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد آپ کے براہ راست شاگرد "برناباس" اور پال جو کہ حضرت عیسیٰؑ کا شاگرد نہیں نے "انطاکیہ" نامی شہر میں آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے کئی سال بعد استعمال کی۔

"A whole year they assembled themselves with the Church and taught much people, here the disciple were called "Christian" (19)

اس بات سے قطعی اختلاف نہیں کیا جاسکتا کہ تعلیمات بیان کرنے والی شخصیت ہی اپنی تعلیمات کسی نام سے متعارف کرائے جیسا کہ قران کے حوالے سے ہم نے دیکھا یا جیسا کہ قانون کی دنیا کا دستور ہے اناجیل کی الہامی تعلیمات کو الہامی نام دینا اناجیل کی ذمہ داری تھی یا پھر حضرت عیسیٰؑ کی۔ دوسری قابل غور بات یہ کہ اصطلاح "Christinity " یونانی لفظ "Christ " سے ماخوذ ہے جبکہ حضرت عیسیٰؑ کی زبان سریانی تھی جس کا معنی "تیل لگانا" یا "مسح کرنا" ہے۔ عیسائیت کے کل عقائد کی تعداد 150 بیان کی جاتی ہے چنانچہ اس بارے میں "انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا" لکھتا ہے:

"In Christinity in contrast there are over 150 officially recognized creed and Confession"(20)

ہم یہاں درج ذیل اہم ترین بنیادی عقائد کے بارے میں لکھیں گے:

1. تقدس اناجیل (Canonization)
2. تثلیث (Trinity)
3. حلول و تجسم (Incarnation)
4. مصلوبیت (Crucifixion)
5. حیاۃ ثانیہ (Resurrection)
6. مغفرت (Redemption)
7. کفارہ (Atonement)
8. بپتسمہ (Baptism)
9. اقرار گناہ (Repentant)
10. ظہور مسیح (Adventism)

اس سارے معاملے کا حیران کن پہلو یہ ہے کہ یہ تمام عقائد عیسائیت کی تاریخ کے مختلف ادوار میں عیسائی علماء کی منعقد ہونے والے مختلف اجلاسوں میں طے ہوتے رہے ہیں ان اجلاسوں کو کونسلوں(Councils)کا نام دیا گیا ہے جس کی لفظی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"In the Christian Church ,a meeting of bishops and other leaders to consider and rule on question of doctrine, administration an other matters". (21)

کونسلز کی عموماً دو اقسام بیان کی گئی ہیں بڑی اور اہم کونسل "خدا کے اہل خانہ"(Ecumenical Council) عیسائیت میں مذکورہ بالا تعریف اسی کونسل کی کی جاتی ہے۔ دوسری قسم کی کونسل کو مقامی کونسل (Synod) کہتے ہیں جس کی لفظی تعریف یوں ہے:

> "Synod, (from Greek synods, "assembly"), in the Christian church, a local or provincial assembly of bishops and other church officials meeting to resolve questions of discipline or administration".(22)

رومن کیتھولک چرچ کے مطابق کوئی کونسل اس وقت تک "خدا کے اہل خانہ کی کونسل (Ecumenical) نہیں کہلاتی جب تک وہ پوپ اعظم کی طرف سے نہ بلائی گئی ہو اسی طرح کسی بھی ایسی کونسل جس کی سربراہی پوپ اعظم نے نہ کی ہو اس کا فیصلہ خدائی حکم (Decree) نہیں کہلاتا۔ کیتھولک چرچ کے مطابق "خدائی حکم" وہی ہو سکتا ہے جو پوپ اعظم کی سربراہی میٹنگ میں کیا گیا ہو یا پھر کسی بھی میٹنگ میں ہوا ہو اور اس کو پوپ اعظم کی منظوری حاصل ہوئی ہو۔ عیسائیت کے تمام بنیادی عقائد انہی کونسلوں میں طے پائے ہیں ان کونسلوں کی تعداد اکیس (21) بیان کی جاتی ہے۔ ان کونسلوں میں ہونے والے فیصلوں کی تفصیل سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ ان کونسلوں کی بنیاد کن اصولوں پر رکھی گئی۔ یہودیوں میں ان کونسلوں کی بنیاد بائبل کے جز گنتی (Numbers) کا یہ بیان ہے: "خداوند نے موسیٰؑ سے کہا کہ بنی اسرائیل کے بزرگوں میں سے 70 مرد جن کو تو جانتا ہے کہ قوم کے بزرگ اور ان کے سردار ہیں میرے حضور جمع کر تا کہ میں وہاں اتر کر تیرے ساتھ باتیں کروں "۔(23) یہودیت کے اس مذہبی اجتماع (Sanhedrin) کو پال نے کونسل کی شکل دی، جس کا پہلا اجتماع عیسائیت کی تاریخ میں "رسولوں کا اجتماع"(The Apostles' Councils) کہلاتا ہے۔ اب ان کونسلوں کی تفصیل اور ان کے اہم فیصلے یوں ہیں:

1. پہلی نیقیہ کونسل 325ء:(The Council of Nicaea)

عیسائیت کی تاریخ میں پہلی کونسل نیقیہ کی 325ء میں منعقد ہوئی جو قسطنطین اعظم بادشاہ اہلِ روم نے بلوائی۔ جس میں مختلف عیسائی فرقوں کے 318 اسقف شامل ہوئے۔ اس کا بنیادی مقصد عیسائیت میں بڑھتی ہوئی فرقہ بندی اور مذہبی اختلافات کو ختم کرنا تھا۔ اس مجلس میں طے ہونے والے اصول وضوابط (Canons) کی تعداد 20 تھی جن کی تفصیلات کا بیان مقالے کے حجم میں ممکن نہیں تاہم اہم اصولوں میں درج ذیل یہ ہیں:

i. اس کونسل میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ ساتھ الوہیت مسیح کا عقیدہ بھی شامل کیا گیا۔
ii. اس کونسل میں مذہبی عہدے داروں کو عورتوں کی قربت سے منع کر دیا گیا۔
iii. متعدد اناجیل میں سے موجودہ 27 اجزاء کو معتبر مذہبی دستاویز قرار دیا گیا۔(24)

2. قسطنطنیہ کی پہلی کونسل 381ء:(The 1st Council of Constantinople)

325ء کی نیقیہ کونسل نے حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت اور ابنیت کا اعلان تو کر دیا لیکن روح القدس اور الوہیت کے باہمی تعلق پر بحث نہیں کی۔ عقیدے کے اس ابہام کو دور کرنے کے لئے 381ء میں قسطنطنیہ میں ایک اور کونسل منعقد کی گئی۔ جس

کا مقصد روح القدس کی الوہیت ثابت کرنا تھا۔ چنانچہ اس غرض کی خاطر قسطنطنیہ میں کل 150 اسقف جمع ہوئے۔ جنہوں نے بالآخر الوہیت کو ثابت کر لیا اور درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

i. روح القدس ہی خدا کی روح اور اس کی زندگی ہے، اور اس کا تعلق لاہوت سے ہے۔

ii. مکدونیوس اس دور کے ایک عیسائی فرقہ کا بانی اور اس کے ماننے والے لعنت کے مستحق قرار دیئے گئے جو اس عقیدے کے مخالف ہیں۔([25])

اس کونسل کے انعقاد یعنی چوتھی صدی مسیحی کے اواخر سے "عقیدہ تثلیث" بڑے جھگڑے کے بعد مسیحیت کا ایک لازمی حصہ بن گیا۔ اس عقیدے کو بعد کی کونسلوں نے بھی برابر تسلیم کیا۔

3. افسس کی کونسل 431ء: (The Council of Ephesus)

یہ کونسل نسطور (Nestorius) کی درخواست پر بلائی گئی تھی کہ اس سے پہلے کی مجلس میں اسے تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ 381ء میں قسطنطنیہ کی پہلی کونسل نے تثلیث کے عقیدے کو اس طرح رائج کیا: "خدا باپ، خدا روح القدس، خدا بیٹا"، لیکن اس عقیدے کی کبھی بھی صحیح طور پر تفسیر نہ ہو سکی، اور نہ ہی یہ واضح ہو سکا کہ "اقانیم ثلاثہ" میں وحدت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ 431ء میں شہر افسس میں ایک اور کونسل منعقد کی گئی جس میں تقریباً 200 اساقفہ نے شرکت کی۔ اس کونسل میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

i. تثلیث کا تیسرا اقنوم کنواری مریم خداوند (عیسیٰؑ) کی ماں کو قرار دیا گیا جنہوں نے ہمارے معبود (عیسیٰؑ) کو پیدا کیا ہے، جو اپنی فطرت کے لحاظ سے باپ کے ساتھ ہے، اور ناسوت اور فطرت کے تعلق سے لوگوں کے ساتھ ہے۔

ii. مسیحؑ کی دو طبعیتیں مانی گئیں: ایک لاہوتی (زمان و مکان کی حدود سے مبرا)، دوسری بشری اور ناسوتی۔

iii. اس عقیدے کے مطابق نسطور (مذکورۃ بالا عقیدے کا مخالف) پر لعنت کی گئی اور اسے مصر سے جلاوطن کیا گیا۔([26])

4. خلقیدونیہ کی کونسل 451ء: (The Council of Chalcedon)

گزشتہ کونسلوں میں طے پائی جانے والی قراردادوں کی بنا پر بھی مسیحی فرقوں کا اتفاق نہ ہوا بلکہ ان فرقوں کے اختلافات مزید بڑھتے چلے گئے۔ ان اختلافات کو کم کرنے کے لئے خلقیدونیہ میں 451ء میں جو کونسل منعقد ہوئی اس میں تقریباً 250 اسقف شریک ہوئے، روما کی ملکہ اس کونسل کی نگران اور صدر تھی۔ اس کونسل میں بھی جو قراردادیں طے پائیں ان کا تعلق بھی عقیدہ تثلیث سے ہی ہے:

i. مسیح میں ایک طبیعت نہیں دو طبعیتیں ہیں، الوہیت ایک الگ طبیعت اور ناسوت ایک الگ طبیعت ہے، جو مسیح کی ذات میں متحد ہو گئی ہیں۔

ii. افسس کی دوسری کونسل (جو مخالف مسیحی فرقوں نے منعقد کی تھیں) میں طے کردہ قراردادوں کو باطل قرار دیا گیا جس میں یہ تجویز پاس کی تھی کہ مسیح کی ایک ہی فطرت ہے جس میں ناسوت و لاہوت کا اجتماع ہے۔

iii. عقیدہ تثلیث کے مخالف مسیحی فرقوں پر لعنت اور انہیں جلاوطن کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔([27])

مذکورۃ الصدر چاروں کونسلیں جو مسیحی زندگی میں عقیدہ و نظام اور دین و اخلاق کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہیں ان کے چار اہم نکات درج ذیل ہیں:

a. یہ مسیحی اجتماعات چاہے عالمی نوعیت کے ہوں یا مقامی اور محدود پیمانے کے بہر حال اختلاف عقیدہ کے زیر سایہ ہی منعقد ہوئے، اور جن کی کبھی کوئی واضح تفسیر نہ ہو سکی۔

b. ان چاروں کونسلوں نے نہ عقیدہ کا کوئی اختلاف دور کیا نہ مسیح کی ذات کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا بلکہ ان کی وجہ سے اختلافات مزید بڑھ گئے اور مخالفین کے خلاف سختی برت کر اختلافات کو مزید گہرا اور مضبوط کر دیا گیا۔

c. یہ مناقشات اور قراردادیں انجیل کو سامنے رکھ کر نہیں طے ہوئی تھیں اور نہ ہی رسائل و رسُل سے مدد لی گئی تھی بلکہ خود رسائل کو بھی 325ء کے بعد ہی ایک کونسل کے ذریعہ درجہ استناد حاصل ہوا۔

d. اس جنگ و جدال میں کہیں عقیدے اور مسیحیت کے صحیح نقوش نہیں دکھائی دیتے اور نہ ہی مسیحی فرقے مسیحیت کو دریافت کر سکے۔

5. قسطنطنیہ کی دوسری کونسل 553ء: (The 2nd Council of Constantinople)

اس کونسل کے انعقاد کا سبب یہ تھا کہ الوہیت مسیح کا عقیدہ اپنی ہی جگہ نہیں رہا بلکہ موضوع بحث بنتے بنتے مسیح کو ایک خیالی علامت جانا جانے لگا، لہٰذا کچھ اساقفہ تناسخ روح کے قائل ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ مسیح ایک حقیقت نہیں بلکہ ایک خیالی پیکر تھے۔ اس اجتماع میں تقریباً 140 اسقف جمع ہوئے۔ اس کونسل میں منظور کی جانے والی قراردادیں درج ذیل ہیں:

i. ہر اس اسقف کا عہدہ چھیننے کی تجویز ہوئی جو مسیح کو خیالی پیکر مانتا ہے اور تناسخ روح کا قائل ہے۔

ii. تمام سابقہ کونسلوں اور خلقیدونیہ کی کونسل کے احترام کی تجویز ہوئی اور مسیح کی ایک طبیعت ہونے کا انکار کیا گیا۔

iii. اس کونسل میں حضرت مریمؑ کو دائمی کنواری (Ever Virgin) ہونے کا خطاب دیا گیا۔ ([28])

6. قسطنطنیہ کی تیسری کونسل 680ء: (The 3rd Council of Constantinople)

عیسائیت کے ایک اہم فرقے "مارون" کے بانی یوحنا مارون نے اعلان کیا کہ مسیح دو طبیعتوں کے باوجود ایک ہی مشیت رکھتا ہے، اس کا یہ دعویٰ عیسائیت کی تاریخ میں ایک اور اختلاف کا سبب بنا جس پر شاہ قسطنطین چہارم نے 680ء میں قسطنطنیہ میں کونسل بلائی۔ جس میں تقریباً 289 اسقف شریک ہوئے۔ اس کونسل میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

1۔ مسیح کی دو طبیعتیں ہیں اور دو مشیتیں ہیں، 2۔ وہ شخص لعنت کا مستحق ہے جو مسیح کے لئے ایک طبیعت اور ایک مشیت کا قائل ہے۔

7. نیقیہ کی دوسری کونسل 787ء: (The 2nd Council of Nicaea)

754ء میں شاہ قسطنطین پنجم کے حکم سے ایک کونسل ہوئی جس نے یہ قرار دادیں پاس کی تھیں کہ عبادت میں تصویر اور مجسموں کی حرمت اور مریم عذراء سے شفاعت طلبی کی حرمت۔ اس لئے ملکہ ایرینی نے نیقیہ میں 787ء میں سابقہ کونسل پر غور کرنے کے لئے یہ کونسل منعقد کروائی۔ اس میں 377 اسقف جمع ہوئے اور درج ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں:

i. مسیح اور دوسرے مقدسین کی تصویروں کی تقدیس و تعظیم کا فرمان جاری کیا گیا۔

ii. ایسی تصویریں کلیسا، مقدس عمارات، گھر، اور راستے پر رکھی جائیں، اس لئے کہ خداوند یسوع اور ان کی والدہ اور دوسرے مقدسین کی طرف نظر، ہمیں ان کے بارے میں سوچنے کا شعور پیدا کرتی ہے۔ (29)

8. (الف) قسطنطنیہ کی چوتھی کونسل 869ء: (The 4th Council of Constantinople)

قسطنطین اول (305ء تا 337ء) نے وسعتِ سلطنت کی بنا پر سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ کا دار الخلافہ قسطنطنیہ اور دوسرے حصے کے دار الخلافہ اٹلی کا شہر روم بنایا گیا۔ یہ ایک سیاسی فیصلہ تھا لیکن عیسائیت میں شروع سے چلے آنے والے مذہبی اختلاف نے اس اچھے فیصلے کے اچھے اثرات معاشرے پر مرتب نہ ہونے دیئے۔ سیاسی تقسیم، مذہبی تقسیم کا بھی سبب بنی اور قسطنطنیہ کے پوپ اور روم کے پوپ میں پہلے سے موجود مذہبی اختلافات نے معاشرے پر منفی اثرات مرتب کئے۔ روم اور قسطنطنیہ کے پوپ کے درمیان اس مسئلے پر شدید اختلاف ہوا کہ تثلیث کا تیسرا اقنوم "روح القدس" صرف باپ سے نکلا ہے یا باپ بیٹے دونوں سے؟ قسطنطنیہ کے بطریق فوسیوس (Photius) کی رائے تھی کہ روح القدس صرف باپ سے نکلا ہے جبکہ بطریق رومانے اس خیال کی تردید کی، اسی پر جنگ شروع ہوگئی اور بطریق فوسیوس کو اپنے عہدے سے معزول ہونا پڑا جس کی جگہ پھر دوسرا بطریق آیا۔ قسطنطنیہ کے اس نئے آنے والے بطریق نے 869ء میں یہ کونسل منعقد کی جس نام مؤرخین "مغربی لاطینی کونسل" رکھتے ہیں، جو روح القدس کے باپ اور بیٹے سے نکلنے کی تحقیق کے لئے منعقد کی گئی تھی، یہ کونسل مخصوص نوعیت کی سمجھی جاتی ہے۔ اس کی قرار دادیں درج ذیل ہیں:

i. روح القدس، باپ اور بیٹے دونوں سے نکلا ہے۔

ii. مسیحیت سے متعلق ہر چیز کے بارے میں کلیسائے روم ذمہ دار اور مستند ہے۔

iii. پوری دنیا کے مسیحی، تمام رسوم و رواج میں پاپائے روم کے ماتحت ہوں گے۔

iv. بطریق فوسیوس اور اس کے ماننے والے ملعون اور محروم ہیں۔ (30)

اس مذہبی اختلافات نے بڑے منفی اثرات مرتب کئے۔ بطریق فوسیوس نے اپنے مرکز قسطنطنیہ واپس آکر مذکورہ بالا کونسل کی کاروائیوں کو باطل قرار دیا اور اپنے عقیدے کو صحیح قرار دیا۔ اس مقصد کے لئے اس نے اس بڑھتے ہوئے اختلاف کو ختم کرنے کے لئے قسطنطنیہ کی چوتھی کونسل کی ایک ذیلی کونسل "قسطنطنیہ کی پانچویں کونسل 879ء" منعقد کی جس کو تاریخ میں "مشرقی یونانی کونسل" کہا جاتا ہے۔ جس میں درج ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں:

1۔ 869ء کی تمام قرار دادوں کا ابطال، 2۔ اور روح القدس کا صرف باپ سے ظہور ہوا۔ (31)

یہ دونوں کونسلیں کلیسا کی مستقل تقسیم کا باعث بنیں۔ یہ تقسیم عیسائی تاریخ میں "نفاقِ عظیم "(Great Schism) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اختلاف تاریخ میں اس قدر خوفناک ثابت ہوا کہ دونوں شاخوں کے پیشواؤں نے ایک ہزار سال تک ایک دوسرے سے ملنا بھی گوارا نہ کیا2019ء میں پھر ان کی پہلی ملاقات ہوئی۔

مذکورہ بالا آٹھ کونسلیں متفق الیہ ہیں کیونکہ ان کو تمام عیسائی فرقے تسلیم کرتے ہیں۔ان کے بعد عیسائیت کے اختلافات اور تفرقات کی بناپر آئندہ ہونے والی کونسلیں عالمی کونسلوں کی حیثیت اس بناپر نہیں رکھتیں کہ بعد میں کی جانے والی کونسلیں مختلف فرقوں میں متفق الیہ نہ تھیں، بلکہ وہ یاتو کسی فرقہ سے مخصوص ہیں، یا مخصوص مقامات اور مخصوص مفادات کے تابع ہیں۔

9. **کونسل روما1123ء:(1st Lateran Council)**

اس کونسل کا پسِ منظر یہ ہے کہ پوپ اور قیصر روم کے درمیان اختلافات بہت بڑھ چکے تھے۔ پوپ کی بے جا مداخلت سے نظامِ ریاست متاثر ہوتا تھا اس لئے قیصر روم نے چرچ کے اساقفہ اور بشپس کا تعین اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا جس کو پوپ نا پسند کرتا تھا۔ چنانچہ 1123ء میں بلائی جانے والی اس کونسل میں یہ طے کیا گیا کہ چرچ کے اساقفہ کا تعین پوپ کا کام ہے نہ کہ حکام کا۔

10. **کونسل روما1139ء: (2nd Lateran Council)**

اس کا اہم واقعہ یہ ہے کہ وہ مشرقی اور مغربی کلیساؤں میں اتحاد کرانے میں ناکام رہی، اس کے ارکان کی تعداد ایک ہزار تھی۔

11. **کونسل روما1179ء: (3rd Lateran Council)**

اس کی اہم قراردادیں یہ تھیں کہ پوپ کا انتخاب کارڈینالوں کی دو ثلث تعداد سے ہوگا، دوسرا یہ کہ عشائے ربانی میں روٹی اور شراب کے مسیح کے خون میں بدلنے کی روایت کے بارے میں سکوت۔

12. **کونسل روما1215ء:** اس میں اہم قراردادیں درج ذیل تھیں:

i. کلیسائے روم کے ہاتھ میں نجات ہے، اور وہ جس کو چاہے دے سکتا ہے۔

ii. اس کا اقرار اور اسے دینی عقیدہ بنانا کہ عشائے ربانی میں روٹی اور شراب مسیح کا گوشت اور خون ہوتا ہے۔

مذکورۃ الصدر کونسلوں کے بعد پھر دوسری کونسلیں تیرہویں کونسل 1245ء، چودھویں کونسل 1274ء، پندرہویں کونسل 1311ء، سولھویں کونسل1414ء تا1418ء، سترہویں کونسل 1431ء تا1445ء اور اٹھارہویں کونسل1512ء تا1517ء بھی ہوتی رہیں لیکن پروٹسٹنٹ فرقے کی وجہ سے بہت اختلافات رونما ہوئے اور اہم کونسلیں صرف دو ہی ہوسکیں۔

19. **کونسل1542ء تا1563ء:**

اس طویل کونسل کا انعقاد پروٹسٹنٹ فرقہ کے ترقی پسندانہ رجحانات کی تردید کے مقصد سے ہوا تھا۔ یہ کونسل شہر "ٹریذنٹوا" میں ہوئی تھی، اس میں صرف پروٹسٹنٹ کی تردید ہی ہوئی۔

20. **کونسل روما1869ء:(1st Vatican Council)**

اسلامی عقیدے کے مطابق انبیاء "معصوم عن الخطا" ہیں جس کی وجہ سے انبیاء کے بارے میں کسی قسم کے منفی خیالات بیان نہیں کئے جا سکتے وہ نبی خواہ کسی بھی قوم اور کسی بھی دور کا کیوں نہ ہو۔ جبکہ یہ حیثیت عیسائیت عیسائیت کی سب سے بڑی شخصیت پوپ کو حاصل نہ تھی جس کی وجہ سے مذہبی احکام کے نفاذ میں مسائل پیدا ہوتے تھے۔ اس بنا پر اس کونسل میں پوپ کے بارے میں طے کیا گیا کہ "پوپ معصوم عن الخطا ہے"۔ یہ عقیدہ اگرچہ پوپ پئیس (Pius: 1854) کے دور سے چلا آرہا تھا تاہم اس کونسل میں اسے ایک مذہبی حیثیت دے دی گئی، لیکن پروٹسٹنٹ نے اس عقیدے کو کبھی قبول نہ کیا۔

.21 کونسل روما 65-1962ء: (2nd Vatican Council)

اس کونسل کا اعلامیہ (Nostra Aetate) کے نام سے 28 اکتوبر 1965ء کو جاری ہوا جو پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس فیصلے کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ عیسائیت جو اب تک یہودیوں کو حضرت عیسیٰؑ کا قاتل کہتی چلی آتی تھی نے یہودیوں کو حضرت عیسیٰؑ کے خون سے بری الذمہ قرار دے دیا۔ اس اعلامیے میں یہودیوں کے بارے میں کہا گیا:

> Even though the Jewish authority and those who followed their lead pressed for the death of Christ (CJN 19;6) neither all Jews indiscriminately at that time nor Jews today, can be charged with the crimes committed during his passion. (32)

خلاصۂ بحث

اتفاق و اتحاد کی خاطر کونسلوں کے نام سے بلائے جانے والے ان اجتماعات سے اتفاق و اتحاد تو کیا پیدا ہوتا عیسائیت الٹا مذہبی انتشار و تشتت کا شکار ہوتی چلی گئی ہے جس کے نتیجے میں عیسائیت کی تاریخ میں کوئی بھی انسان دوست معاشرہ تخلیق نہیں پا سکا ہے اور نہ ہی آئندہ پا سکے گا۔ اس وقت عیسائیت کتنے گروپوں میں تقسیم ہے مشہور انڈین مذہبی سکالر "Mary Pat Fisher" اپنی تصنیف "An encyclopedia of the world's faiths living religion" میں ان گروپوں کی تعداد 21 ہزار بتاتے ہیں:

> "There are nearly 21,000 independent Church denominations, falling under 156 main groups. (33)

ان تمام تفصیلات کا اگر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ایک واجب التعمیل الہامی مذہب ہونے کا تقاضہ ہے کہ:

i. اس کی الہامی کتاب من و عن موجود ہو۔
ii. اس کے رسول کی تعلیمات بھی من و عن موجود ہوں۔
iii. اس کے احکام اور عقائد اس طرح ملہم ہوں کہ آثار و قرائن اس کی پوری پوری تائید کریں۔
iv. الہامی کتاب اور رسول کی الہامی تعلیمات اس کی تمام اصطلاحات خود بیان کریں۔

یہ تمام بنیادی ضابطے دینِ اسلام سے وابستہ ہیں، اس کے برعکس عیسائیت میں عیسائیت کی بنیادی کتاب "عہد نامہ جدید" کہیں بھی اپنے الہامی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتی۔ عیسائیت کی تمام اصطلاحات، حتیٰ کہ عیسائیت میں "Christianity" کا لفظ بعد کی

ایجاد ہے، عیسائیت کے عقائد و احکامات بعد کی کو نسلوں کے طے کر دہ ہیں۔ انجیل کے الہامی ہونے، حضرت عیسیٰؑ کے اللہ کا رسول ہونے سے انکار کرنے والا مسلم عقیدے کی رو سے یقیناً کافر ہے لیکن اس بنیادی اصول کو تسلیم کرنے کے بعد یہ طے ہونا ابھی باقی ہے کہ کیا موجودہ مذہب عیسائیت، اسکی بنیادی کتاب اناجیل، اس کے بنیادی عقائد و اعمال الہامی تسلیم کئے جاسکتے ہیں یا نہیں۔ ان ملاحظات کو بیان کرنے کے بعد اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

References

[1] John Bowker, "World Religions" (London: Dorling Kindersley), 6.

[2] John Bowker, "World Religions"p7.

[3] W.D. Gundry , "Religions' a preliminary historical and theological study" (California :Macmillan University), 6.

[4]Quran3: 19.

[5] Quran 17: 9.

[6]Quran 3:14 .

[7]Quran 16:4 .

[8]Quran 5: .

[9]Quran 3:85

[10]Quran 27:91

[11]Quran 10:15

[12]Quran 6 :90

[13]Quran 6: 108

[14]Quran 49 :13

[15]Quran 33 :21

[16]Quran 59:7

[17]Quran4 :115

[18]George sale, "The Koran: Commonly called the AL Koran of Muhammad", 1734, 1.

[19]Bible : Act : 11: 26

[20] Donald E. Stewart , "Encyclopedia Britannica" Article : Christianity (Scotland : Edinburgh, 1768).

[21] Stewart , "Encyclopedia Britannica".

[22] Stewart , "Encyclopedia Britannica".

[23]Bible: Numbers: 11: 16-17.

[24] www.dailycatholic.org › history › councils

[25]www.dailycatholic.org › history › councils

[26]www.dailycatholic.org › history › councils

[27]www.dailycatholic.org › history › councils

[28] www.dailycatholic.org › history › councils

[29] www.dailycatholic.org › history › councils

[30] www.dailycatholic.org › history › councils

[31] www.dailycatholic.org › history › councils

[32] . https://www.vatican.va/archive/hist_councils/ii_vatican_council/documents/vat-ii_decl_19651028_nostra-aetate_en.html,

[33] . Fisher ,Mary Pat, "An encyclopedia of the world's faiths living religion", (London: I.B.Tauris publisher), 0 299.